Registered

L. No. 89.

نورافشاں

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آکے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے

نمبر (۹) — ہر ہفتہ بروز جمعہ شائع ہوتا ہے - ۲- مارچ سنہ ۱۹۰۶ء — جلد (۳۴)

گلدستۂ اخبار

جاپانی سفیر وسکاونٹ ہایاشی نے ہاٹلی میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ یہ خیال کہ جاپان کی تجارتی ترقی سے برطانوی تجارت کو سخت نقصان پہنچیگا اصول پولیٹیکل اکانومی کے خلاف ہے۔ **او ہیو** واقعہ امریکہ میں ایک عورت صرف ۲۹ سال عمر کی ہے اور اب وہ نانی بنگئی ہے اُس کی شادی ۱۳ سال کی عمر میں ہوئی تھی اور اُس کی سب سے بڑی لڑکی کی شادی چودہ برس کی عمر میں ہوئی۔ **۳ مارچ** سنہ ۱۹۰۶ء کو چار بجے شام کلکتہ یونیورسٹی کی سینٹ کی ایک کنووکیشن کالج سکوئر میں منعقد ہوگی جسمیں گریجوائیٹوں کو ڈگری دی جائیگی ہز اکسیلنسی دی ویسرائے بہ حیثیت چنسلر اس وقت صدر مجلس ہونگے۔ **تیسرے پریزیڈنسی** مجسٹریٹ مسٹر آر۔ اے۔ این سنگھہ کی عدالت میں مسلمان شخص گرفتار ہو کر آیا جو لنڈسے سٹریٹ میں بھیک مانگ رہا تھا۔ اس نے مسٹر ڈلیارڈ سے بھیک مانگی۔ انکار ہونے پر اس نے مسٹر موصوف کیطرف پتھر پھینکنے شروع کئے۔ اس جرم میں مجسٹریٹ موصوف نے اس کو ہفتہ کی قید سخت کی سزا دی۔ **مہاراجہ** سمین سنگھہ نے ان افسران کو سونے کی جیب گھڑیاں اور سونے چاندی کے تمغے انعام میں دیئے ہیں جو مہاراجہ صاحب موصوف کے بیٹے کی شادی کی تقریب میں محافظ تھے۔ **پورٹ بلیر** کے ساتھ جو بے تار کی تار برقی کا سلسلہ جاری ہے اُس میں بڑی کامیابی ہوئی۔ ماہ جنوری میں اس تار کے ذریعہ سے ۴۷۶ پیغام روانہ ہوئے جنمیں ۴۰ ہزار لفافہ تھے۔ اس کے ساتھ ہی ۴۸۸ پیغاموں میں جو پرائیویٹ تھے ۳۴۳۵ الفاظ تھے۔ اس کل تیران میں سے ۵۰ پیغاموں کے اندر ۲۹۵۰ الفاظ تھے۔ یہ پیغامات جنگی جہازوں کے درمیان تھے۔ **۱۰ ماہ فروری** کی شام کو ۳ بجے پندرہ منٹ پر بارش ژالہ باری کا ایک سخت طوفان شہر جسور میں آیا جس سے آم کے درختوں کو اور فصل کو سخت نقصان پہنچا۔ قحط زدہ گان کی جھونپڑیاں اڑگئیں اور بڑے بڑے درخت گر پڑے۔ **علی پور** کے پولیس مجسٹریٹ کی طرف سے اقبال پور کے ایک مسلمان پر فرد جرم لگ کر سیشن سپرد ہوا۔ اس لئے کہ کسی خانگی جھگڑے پر اس نے اپنی خورد سال بیوی کو خنجر سے ہلاک کرنا چاہا تھا۔ **جاپان کے** صوبہ جات میاگی۔ فوکوشیما۔ اور ایواتے میں امساک باران کے سبب سے دھان کی فصل برباد ہوگئی ہے اسوجہ سے ان صوبجات میں قحط پڑگیا ہے۔ صوبہ ایواتے میں ۱۱۲۰۰۰ آدمی بیطرح مصیبت میں مبتلا ہیں۔ ہزاروں آدمی جنگلوں میں چلے گئے ہیں اور درختوں کے پتوں اور چھلکوں پر گذارہ کرتے ہیں۔ صوبہ فوکوشیما میں آیندہ موسم سرما میں ۳ لاکھ آدمیوں کو امداد کی ضرورت ہوگی۔ **یوکوہامہ کا** اخبار ایسٹرن ورلڈ سرکاری خبر دیتا ہے کہ ان ہر سہ صوبجات میں ۹۶۳۸۵ آدمی محتاج امداد ہیں۔ **جہلم** سے پلیگ بالکل رفع ہوگئی ہے۔ زہر کے ذریعہ سے چوہوں کے مارے جانے کا نتیجہ ہے۔ **ماہ فروری** کی ۲۹ تاریخ کی رات کو ناگہانی زلزلہ آیا جسکی بہت لوگوں کو بوجہ نیند کے خبر نہیں ہوئی زلزلہ کا دھکا بہت سخت تھا۔ آمدہ بود باشد دلے بخیر گذشت

بھامو- برما۔ تنگیوچ اور یونان کے درمیان ریلوے بنانے کے لئے چین اور انگلستان ہر دو طرف سے متحدہ پیمائش ہونے والی ہے۔ ریلوے کی تعمیر جلد تر شروع ہوجائیگی **غرب الہند** کے پہاڑ موںٹ پیلی اور لاسوفریر برابر آتش فشاں ہو رہے ہیں ان کے قرب وجوار کے جزائر میں برسوں سے زلزلہ محسوس ہو رہا ہے **مسٹر مورے** نے لارڈ کچنر کی فوجی سکیم کو قبول کرلیا ہے۔ **چین** تجویز کر رہا ہے کہ تبت اس کا ایک صوبہ بنجاوے اور لہاسہ میں اسکی طرف سے ایک وایسرائے حکومت کرے۔ **۲۱ فروری** کو خرطوم میں برٹش بارکوں میں بڑا بھاری تصادم واقع ہوا۔ **لندن** میں انڈین میڈیکل سروس کے سپہر توسٹرن نے خودکشی کرلی۔ **جنرل غلام حسین** خان جو حال میں گرفتار کئے گئے ہیں اور امیر کابل کے حکم سے اپنے عہدہ سے معزول کئے گئے جلال آباد میں سخت بیمار ہیں۔ **کہتے ہیں کہ** جلال آباد کے شمال میں جو وادی کنار ہے اس میں نیشکر کی کاشت میں بڑی کامیابی ہوئی ہے۔ شکر امیر صاحب کے پیش ہوئی۔ آپ اس سے بہت خوش ہوئے **بریلی کے پادری** ڈبلیو۔ اے منسل صاحب کے بجائے لکھنؤ کے پادری- جے ڈبلیو ایمسن اخبار کوکب ہند کے اڈیٹر مقرر ہوئے ہیں **ایم۔ ای مشن کے بشپ** اولڈہم صاحب امریکہ کے مشنری سکرٹریاں سے طلب کئے گئے ہیں تاکہ وہاں پر جاکر وہ ساؤدرن ایشیا جوبلی موومنٹ میں مدد دیں توقع کی جاتی ہے کہ آپ سنہ ۱۹۰۷ء میں پھر اپنے فیلڈ میں واپس آجائینگے۔ **دریائے کابل** میں ایک وفدار نے اپنے افسر کے بچانے میں اپنی جان گنوادی جب پرنس آف ویلز نے اس کی بہادری کی خبر سنی تو انہوں نے بڑی خوشی سے اسکی بیوہ عورت کے لئے ۵۰۰ روپیہ روانہ کردیئے **انڈین ہلیس** فمس ٹرسٹ فنڈ میں ۲۳ لاکھ روپیہ اسوقت موجود ہے۔ **منشی** اقبال الدین سروے ڈیپارٹمنٹ سے علیحدہ ہوگئے ہیں **بردوان کے مہاراجہ** دھیراج ماہ اپریل میں ولایت جانے والے ہیں ❊ ❊

ایڈیٹوریل نوٹس

آریہ سماج لودیانہ کا جلسہ سالیانہ گذشتہ ہفتہ کے آخری دنوں میں جلسہ مذکور کے انعقاد کی وجہ سے شہر میں بڑی چہل پہل اور جوش خروش رہا۔ تمام کارروائیاں متعلقہ جلسہ ہذا بڑی سنجیدگی سے اور اعلےٰ پیمانہ پر ہوئیں۔ یہہ موقع اہل شہر کے لئے بڑا دلکش اور مسرت بخش تھا۔ سب سے پہلے ۲۳ تاریخ کی شام کے چار بجے سے رات کے آٹھ بجے تک نگرکیرتن بڑی دھوم دھام سے ہوتا رہا۔ مختلف جگہوں سے لائق اور وددان گوئے تشریف آور تھے۔ تمام چوڑا بازار گانے اور سننے والوں سے بھرا ہوا تھا۔ کہیں تل رکھنے کو جگہ نہ تھی۔ گانا بجانا بڑی شانتی اور خوش الحانی وجوش اور خوش بیانی سے ہوتا رہا۔ گانے بجانے کے وقت ہزاروں کا ازدحام ہر ایک ٹولی کے ساتھ تھا۔ ہندو مسلمان اور اکثر عیسائی صاحبان بھی وہاں حاضر تھے۔ ہر ایک سامع کا دل ودیدہ گیتوں اور راگوں کا گرویدہ تھا۔ گیتوں کے مضامین بار راگ اور کل اداؤں پر ہر قسم کی فحش بیانی۔ خلاف گوئی۔ اور ناجائز لنترانی سے پاک اور شستہ ومدلل کلمات اور الہٰی حمد وثنا سے معمور تھے۔ شراب خوری جھوٹی بال کی شادی۔ گئوغسا وغیرہ وغیرہ کی مذمت میں پرتاثیر گیت ہوتے تھے۔ عجیب سماں تھا۔ ایشائی مذہبی جلوس کا مکمل نمونہ تھا۔ کسی قسم کی پولیٹیکل تحریک نہ تھی۔

کاشکہ ہمارے مسیحی بھائی بھی اپنے گرجوں اور دیگر مجلسی جلسوں اور موقعوں پر اپنے ہی ملک کے اوزان اور راگوں کے گیت گایا اور آنخداوند کی حمد وتوصیف معہ ہر قسم کے دیسی باجوں اور سازوں سے کیا کریں۔ ہندوستان ہمارا ہے اور اس کی تمام چیزیں ہماری۔ کہیں سے کچھ لینے کو نہیں جانا ہے کیا ہمارے دیسی راگ اور باجے انگریزی راگوں اور باجوں سے کچھ کم ہیں؟ کیا وہ انگریزی گیتوں کی نسبت جوش دلانے اور روحانی زندگی پیدا کرنے میں کسی پہلو سے قاصر ہیں؟ کیا ہمکو انکی تحصیل کے سایل اور موقعے نہیں ملتے؟ بالضرور سب کچھ موجود ہے بلکہ جہانتک ہمارا تجربہ اور مشاہدہ جاتا ہے وہ نسبتاً افضل اور ہمارے لئے جو اصالتاً ہندوستان کے باشندے ہیں نہایت ہی لازمی اور مناسب اور مفید ہیں۔ مگر افسوس کہ ہمارے دیسی بھائیوں نے اپنے دیسی راگوں کو چھوڑ دیا اور بدیسی راگوں کی پیروی کی۔ طرفہ یہہ کہ اسمیں بھی کمال پیدا نہیں کیا۔ ہمارے دیسی بھائیوں کی تو وہی مثال ہے کہ کوا گیا تھا ہنسوں کی بولی سیکھنے اپنی بھی بھول گیا اور ہنسوں کی بھی نہ آئی۔ کیا یہہ اچھا موقع نہیں ہے کہ جب انڈین نیشنل مشنری سوسائٹی قائم ہوگئی ہے۔ جو ایک مشنری سودیشی موومنٹ ہے۔ تو ایشیائی اور خاص کر ہندوستانی گانا بجانا بھی اختیار نہ کیا جائے؟ کیا ہم اُس کے ذریعہ سے ہندوستان کو مسیح کی خاطر فتح نہ کر سکینگے؟ بالضرور سب کچھ ہو جائیگا۔ صرف کمرہمت باندھنی اور جوش میں آنا اور کوشش کرنی لازم ہے اور بس۔

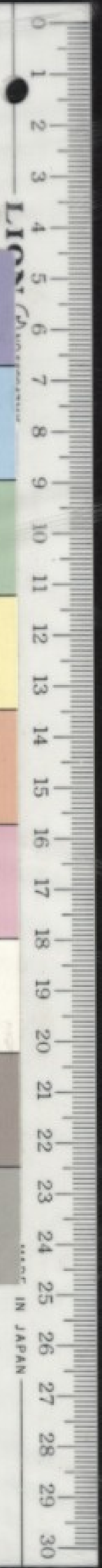
آریا سماج کے جلسے اور مسلمانوں کی حرکت

بقرعید کے وقت جو کچھ دنگا فساد مسلمانوں اور ہندوؤں کے درمیان کلکتہ میں اور بعض دیگر اشہار میں ہوا ناظرین اس سے تو بالضرور واقف ہوں گے اور اس امر کو بھی بخوبی محسوس کرتے ہوں گے کہ مسلمانوں کی طرف سے کسقدر زیادتی اور ظلم وفتنہ برپا ہوا۔ مگر ہم اُن لوگوں کو جنہیں ہندو مسلمانوں کو متحد کر دینے کا خبط ہے۔ ایک اور واقع کیجانب توجہ دلاتے ہیں۔ اور پوچھتے ہیں کہ کیا انکا ایک کر دینا ممکن ہے؟ ۲۴ و ۲۵ فروری کو جو جلسے آریہ سماج کے ہوتے۔ وہ بڑی شانتی اور بلا کسی قسم کی بداخلاقی اور ناجائز کارروائی کے اپنے آپ میں عمدہ ہوتے اور تعریف کے لائق۔ مگر مسلمان بھائیوں پر افسوس آتا ہے کہ وہ اس کل اثنار میں ایک ایسی کارروائی کرتے رہے کہ اگر دوسرا فریق ان کے خلاف کچھ بھی کرتا یا اس کارروائی کو روکنے کی کوشش کرتا تو فساد بالضرور ہو جاتا۔ ان ایام میں چند ایک مسلمان عین اس کوچے کے سر پر جس کے اندر آریاؤں کے جلسے ہو رہے تھے ایک کتاب مسمی ”نیوگ کی بہار“ مطبوعہ البیر کوٹلہ یوں پکار پکار کر بیچ رہے تھے کہ ”نیوگ کی بہار دو پیسے کو“۔ آریاؤں کا مقدس مسئلہ دو پیسے کو“ وغیرہ وغیرہ اور اسی کے متعلق اور بھی فحش باتیں کہہ رہے تھے کہ انکا ذکر کرنا اخلاق کا خون کرنا ہے۔ ہمیں اس واقع کو دیکھکر بڑا ہی رنج آیا اور قسم قسم کے خیالات ذہن میں جوش مارنے لگے۔ ادھر آریا لوگ کان میں تیل ڈالے اپنے جلسے ایسے طور پر کر رہے تھے کہ گویا انہوں نے کچھ سنا ہی نہیں۔ اگرچہ یہہ مسئلہ قابل اعتراض ہی سہی۔ مگر یہہ موقع اور یہہ کارروائی لاریب دل کے دکھانیوالی اور بنائے فساد تھی۔ ہمنے چند ایک آریہ سماج سے کہا کہ تم اس معاملہ کو کیوں نہیں بند کرواتے؟ اُن کا نوٹس کیوں نہیں لیتے تو انہوں نے بے محابا کہہ دیا کہ وہ خود ہی شرمندہ ہوکر اس کارروائی سے باز آجائینگے ہمیں کیا ضرورت ہے۔ ہمنے انکی آزمائش کے لئے ذرا اور اصرار کیا۔ تب تو اُن میں سے ایک شخص نے چھوٹتے ہی ہمیں یہہ جواب دیا۔ کیا جیزس کرائسٹ نے یہہ نہیں کہا کہ اگر کوئی تیری ایک گال پر طمانچہ مارے تو دوسری بھی اسکی طرف پھیر دے؟ پھر ہم انکو طمانچے کے عوض میں طمانچہ کیوں ماریں؟ اسی طرح وہ خود شرمندہ ہوکر ہٹ جائینگے۔ ہمنے اس سے کہا شاباش! شاباش! خدا تمکو توفیق دے کہ تم جیزس کرائسٹ کی اور باتوں کی بھی قدر سمجھو اور اسپر بھی عمل کرو۔

تواریخ اور ہمارا ذاتی تجربہ اور مشاہدہ اور کلام الہٰی کے بیان سے اور قرآن کی تعلیم اور محمدی صاحبان کی طبیعت ومزاج سے بوثوق یہہ کہنا پڑتا ہے کہ ہندوستان کے ان دو متضاد عناصر میں اتحاد پیدا کر دینا انسان کے حیطۂ امکان سے باہر ہے۔

آریاؤں اور سکھوں کا مباحثہ

۲۶ فروری بروز سوموار شام کے ۴ بجے سے ۷ بجے تک جمنا پرشاد آریہ سکول کے احاطہ میں بڑی رونق کے ساتھ ہوا۔ سامعین کا ازدحام کثیر تھا۔ سکھ صاحبان کی طرف سے امرتسر کے ایک لائق



نیویارک واقعہ امریکہ میں یہودی۔ نیویارک کے اخبار "کریسچن ایڈوکیٹ" کے بیان کے مطابق نیویارک میں یہودی لوگ بکثرت اور مدت سے مقیم ہیں اور تعداد اور دولت اور قوت میں بڑھتے جاتے ہیں۔ جزیرہ منھٹان میں وسط جنوری میں ان کا دوسو پچاسواں سالانہ جلسہ منعقد ہوا۔ اس جزیرہ میں انکی تعداد اب قریب ایک لاکھ ہے اور دولت دس کروڑ۔ انکی قدیم ترین کانگریگیشن بنام شیریتھ اسرائیل نے ۱۷۳۰ء میں اس شہر کی مل سٹریٹ میں سب سے پہلا عبادت خانہ تعمیر کیا تھا۔ اور سال گذشتہ کی ۷ ستمبر کو ایسٹ سونٹیتھ سٹریٹ کی عالیشان ہیکل میں۔ ان کا بڑا عظیم الشان جلسہ ہوا۔ ایک صدی گذری ہے کہ اس قصبہ میں پانسو سے بھی کم یہودی تھے ۱۸۲۵ء میں وہ جرمنی سے جوق جوق آنے لگے اور ۱۸۸۱ء سے روس رومانیہ اور گلیشیہ وغیرہ سے بھی یہودی لوگ نقل مکانی کرکے امریکہ میں بسنے لگے۔ لڑکوں کے سٹی کالج اور لڑکیوں کے نارمل کالج کے طلباء میں سے ۷۵ فیصدی یہودیوں کے بچے ہیں مگر اس شہر کی تعزیری انسٹیچیوشن میں ان کی تعداد کا عدم وجود برابر ہے۔ اس شہر میں یہودیوں کی طرف سے قریباً ساڑھے گیارہ لاکھ ڈالر (ساڑھے ۳۴ لاکھ روپیہ) سالانہ چندہ ہوتا ہے۔ ماسوائے اس اضافہ کے جو انکی تعداد میں بذریعہ غیر ممالک کی آبادی ہر سال ہوتی ہے یہودیوں کا اضافہ بحساب فی خاندان ۲٫۹ فیصدی ہے۔ مگر بالمقابل ان کے رومن کیتھولک خانداوں میں ۴٫۰۵ اور پراٹسٹنٹوں میں ۰٫۸۵ بچے ہوتے ہیں۔ ان کے اندر شادیاں غیرمعمولی طور پر زیادہ مگر اموات بہت کم وقوع میں آتی ہیں۔

کنگتنگ واقعہ چین میں مشن کا کام۔ اخبار "ینگ مین آف انڈیا" وہاں کے مشن کے کام کی بابت یوں فرماتا ہے کہ جب ۱۸۹۵ء کنگتنگ مشن کے کام کا آغاز ہوا تو اُس کا مقصد یہ تھا کہ شان میں کام شروع ہو۔ سو شان قوم کا نام ہے، یہیں بڑے نشان موجود تھے کیونکہ عنقریب اُس وقت تمام ملک میں اس قوم کے درمیان بیداری کی بہت روح پھیلی ہوئی تھی کہ اُن نبوتوں کے رو سے جو روایتاً ان تک پہنچی ہیں ان کے درمیان ایک نجات دہندہ خدا آنیوالا ہے جس کے لئے وہ مدت سے بکمال اشتیاق منتظر تھے۔ لہٰذا وہ اپنے آبا و اجداد کی روایتوں کو بڑے غور و تعمق کی نظر سے دیکھا کرتے تھے۔ اور اسی انتظاری و شوق میں اپنی سخت محنتوں کی کمائی سے بڑا خرچ برداشت کرکے اپنے اپنے گھروں میں رات دن خوشبوئیں اور چراغ جلایا کرتے تھے۔ ان کے درمیان گنتی، ستاد اور مقامی حکماء بھی موجود تھے جو لوگوں کو ابھارتے پھرتے تھے کہ اپنے آنیوالے نجات دہندہ کے استقبال کے لئے تیار رہو۔ اس اثنا میں بڑے بڑے مشنری صاحبان اور دیگر دیسی کارندے ان کے ساتھ گفتگو کیا کرتے اور ہفتہ میں قریباً دو مرتبہ متفرق منڈی کے دنوں میں منادی کیا کرتے تھے۔ چنانچہ ۱۹۰۱ء میں انہوں نے منادی سننی شروع کی اور ۱۹۰۳ء میں ایک شخص مشرف بہ مسیحیت ہوگیا۔

اس موقع پر شان کے حکام کو اس تحریک کی خبر ملی اور انہوں نے لوگوں کو بیہودہ وسوسہ دھمکیوں سے بیدل کرنا شروع کردیا۔ بایں ہمہ ان اجنبیوں کے بارے میں لغو خبریں بھی اُڑنے لگیں کہ جو لوگ مسیحی ہوجائینگے ان کو یہ لوگ ایک بڑے دخانی جہاز میں سوار کرکے ایک نامعلوم جزیرہ میں لیجائینگے اور آدمخوروں کے ہاتھ طلا کے عوض فروخت کردینگے۔ غرضیکہ انہوں نے ایسی دہشتناک کہانیوں سے سادہ دل لوگوں کو مخوف کردیا۔ نتیجہ اس کا یہ ہوا کہ ایک عرصہ تک لوگ مشنریوں کے پاس آنے بند ہوگئے۔ مگر پھر ۳۰ اکتوبر ۱۹۰۳ء کو ایک شخص بڑی دلیری اور ہمت کے ساتھ آیا اور مصطبغ ہوا۔

اس شخص نے شمال سے دو موسوا استاد بلوائے جو قریب پچاس آدمیوں کے ہمراہ مشن احاطہ میں وارد ہوئے اور انہوں نے انجیل کا پیغام بڑی دلچسپی سے سنا۔ اسی روز ایک اور بار سونگ موسوا استاد قریب بیس آدمیوں کے تشریف آور ہوا اور بڑے شوق سے انجیل کا کلام سنا۔ راوی لکھتا ہے کہ ازلی خدا کی بابت جو تعلیم ہم دیتے تھے وہ انکی روایتوں کی تعلیم کے مطابق تھی۔ لہٰذا سچے خدا اور نجات دہندے کے دیدار پانے اور انکی بابت خاص طور پر معلوم کرنیکا اشتیاق ان کے اندر حد درجہ کا تھا۔ کیونکہ انکی روایات میں سے ایک کے اندر یوں ذکر آیا ہے کہ اجنبی لوگ ہی ایسا علم انکو پہنچائینگے ان حالات سے انپر بڑا بھاری اثر ہوا کیونکہ یہ ان کی نبوتوں اور امیدوں کا تکملہ تھا۔ پس انہوں نے یسوع مسیح کو اپنا نجات دہندہ قبول کرلیا۔

اِسی سال کی ۲۳ نومبر کو ان تیس آدمیوں کو جنمیں وہ تینوں استاد بھی شامل تھے بپتسمہ دیا گیا اور سال کے آخر تک ۳۵۸ اصطباغ ہوئے۔ کارندے دو دو کرکے پہاڑی دیہاتوں اور بازاروں میں بھیجے گئے مگر چونکہ کارندوں کی تعداد بہت ہی قلیل تھی اس لئے ایک ایک کارندہ اور اُس کے ساتھ ایک لائق مسیحی منادی کے لئے مرسل ہوئے۔ لیکن بعد ازاں بدایں وجہ کہ سلطنت کے تمام حصص کے اندر کلام کی اشاعت کیجاسکے یہ انتظام بھی غیر مکتفی ثابت ہوا اس لئے دو دو نومرید ملک کی مختلف سمتوں میں روانہ کئے گئے تاکہ وہ خود منادی کریں۔ اِس اثنا میں لاتعداد لوگ جو خصوصاً سیاہ فام اور زرد فرقوں میں سے تھے جتھے کے جتھے مشن احاطہ میں آنے لگے۔ اور بعض جتھوں میں تو سینکڑوں کی تعداد تھی ان نووارد لوگوں کو نجات کا پیغام دینے کے لئے دن میں دو دو تین تین دفعہ جلسے ہوتے تھے اور ان جلسوں میں نومریدوں کو مسیحی چال چلن اور روش کی تعلیم بھی ہوا کرتی تھی۔ یہانتک کہ بوڑھی عورتیں اور مرد بھی ایسے دور دراز سفر بصد دشواری مصائب جھیل کر منادی سننے کے لئے آیا کرتے تھے کہ جن کو جوان لوگ چار یا پانچ دن میں طے کیا کرتے تھے۔

خداوند نے ان لوگوں کو جنہیں اس نے اپنے نام کی خاطر جتا تھا لانے میں اپنی بڑی قدرت اور جلال ظاہر کیا۔ یہ تحریک گذشتہ سال کی ۱۰ مئی تک جاری رہی جبکہ بارش

کے سبب اُن کی آمد ورفت ایک گونہ مسدود ہوگئی۔ ۱۹۰۵ء کی یکم جنوری سے ۳۱ مئی تک ۱۲۰۶۵ اشخاص مسیحی گلہ میں شریک ہوئے۔ برسات کے موسم میں بھی بپتسمہ ہوتے رہے مگر کم۔ خشک موسم میں بعض دن کیصد اشخاص نے یک لخت بپتسمہ لیا۔

ہند میں مسیحی دین کے آغاز کی مختصر تاریخ

ہند میں سب سے پہلا مسیحی مشنری مقدس تھوما رسول تھا جو خداوند مسیح کے بارہ رسولوں میں سے ایک تھا۔ ایک قدیم روایت ہے کہ مسیح کے صعود سماوی کے بعد بارہ رسولوں نے باہم ملکر ایک دوسرے پر قرعہ اندازی کی کہ کون کون سا ملک کس کے حصہ میں آتا ہے تاکہ وہی وہاں جاکر منادی کرے۔ چنانچہ ہندوستان تھوما رسول کے حصہ میں پڑا۔ رسول پھر بھی پس وپیش اور تذبذب میں پڑگیا۔ اسی اثنا میں اس کا آسمانی آقا اُسے ظاہر نظر آیا اور اُس کو اس نے تیس روپیہ پر ایک ہندوستانی فقیر کے ہاتھ فروخت کردیا۔ کہتے ہیں کہ وہ شخص اس کو خرید کر براہ سمندر ہند میں لے آیا۔ یہاں پر تھوما نے اگر بہت سے لوگوں کو مسیحی کیا اور آخرکار شہید ہوگیا۔ پھر یروشلم کی بربادی کے بعد نسطوری مسیحی ایذا رسانی کی وجہ سے بھاگ کر ہند میں پناہ گیر ہوئے اور ہند کے جنوبی ساحلوں پر اترے۔ کہتے ہیں کہ ۶۸ء میں دس ہزار مفرور ین فلسطین سے بھاگ کر ساحل مالابار پر وارد ہوئے۔ اور جیروم بزرگ کے بیان کے مطابق ۱۹۰ء میں ایک استاد سکندریہ سے ہند کو بھیجا گیا۔ یہ ایک یقینی امر ہے کہ جسوقت اکثر حصص براعظم یورپ کے بت پرستی کے وسوسوں میں گرفتار تھے اس وقت ہند میں ایک مسیحی کلیسیا موجود تھی۔ ۱۶۰۰ء میں جبکہ ژاوئیشیا نے ہدم پران تصنیف کیا تو اسوقت یہاں کی مسیحی کلیسیا میں کوئی ترتیب کام کی نہ تھی۔ چودھویں صدی میں انہوں نے اصطباغ لینا بھی ترک کردیا تھا اور مدراس کے قریب ایک پہاڑی ہند کے ہندو رسوم کرنے لگ پڑے تھے جو انہوں نے وہاں کے ہندوؤں اور مسلمانوں سے اخذ کرلئے تھے۔ سولہویں صدی میں ہندوستان کی یہہ قدیم کلیسیا اپنی اس بت پرستی اور خرابی کے سبب سے ایذا رسانی کی بھٹی میں آ گئی۔ پرتگال والوں نے اس امر کی تحقیقات کی اور نسطوری مسیحیوں کو بدعتی قرار دیا اور ۱۵۹۹ء کی سنڈ میں انہوں نے اپنے آپ کو روم کے شاگرد قرار دیا۔ مگر جب اہل ڈنمارک نے امن وامان قائم کیا تو یہہ کلیسیا پھر اپنی اصلی حالت پر عود کرآئی۔ اور دنیا میں قدیم ترین مسیحی کلیسیاؤں میں سے ایک نظیر کی حیثیت میں ہوکر اب تک موجود ہے۔

مسیحی کارندوں کے لئے ہدایتیں۔ انسان کے لئے خدا کا کام۔

۱۔ خدا کے نزدیک ایک جان کی قیمت۔

کھوئی ہوئی جان کی قیمت کے سبب سے جہاز کی شکستگی زیادہ خوفناک ہوجاتی ہے۔ اس کی آسمانی قیمت کا پیمانہ اُس خوشی سے جس کا ذکر مسیح نے لوقا کے پندرھویں باب میں تعین دفعہ کیا ہے معلوم ہوسکتا ہے۔ اس قیمت کی بے قدری بڑے بھائی کی گڑگڑاہٹ سے ظاہر ہوتی ہے جبکہ کھویا ہوا مل گیا اور بچایا گیا تھا۔ افسوس ہے کہ اُن مسیحیوں کی تعداد کیسی تھوڑی ہے جنہوں نے مسیح کی نجات کا مزہ بذاتہ خود چکھہ لیا ہے۔ اور اس بات کو پہچان لیا ہے کہ خدا کے نزدیک ایک جان کی قیمت کیسی بڑی ہے۔ اگر ہم اس بات کو پہچان لیتے تو ایک ہی پشت میں تمام دنیا کو انجیل سنائی جاتی۔ مسیح اپنے ایک ہی سوال سے جس سے ایک جان کی قیمت ایسی بڑی معلوم ہوتی ہے کہ نہ صرف دنیا کی وہ تمام چیزوں سے بڑھکر ہو بلکہ خدا کے ساتھہ رفاقت رکھنے کے لائق ہو لوگوں کو حیران کردیتا ہے (مرقس ۸: ۳۶ و ۳۷)۔ دنیا کی تمام دولت ایک غیر فانی جان کی روحانی قیمت کے مقابلے میں کچھہ بھی حقیقت نہیں رکھتی۔

ہم پوری روحانی زندگی اور جانوں کی قیمت کی تہ تک اُس وقت پہنچتے ہیں جب محسوس کرتے ہیں کہ عبارت کی بڑی قیمت ہے۔ آسمانی گیت کا خلاصہ یہہ ہے کہ "بڑہ لائق ہے"۔ اس کی حقیقی قیمت اور پاکیزگی کی خوبصورتی حمد کے لئے مجبور کرتی ہے اور کہ اس نے ہماری نجات کے لئے موت کو زندگی سے بہتر جانا ایسا قیمتی ہے کہ خدا ہی اسکی حقیقی قیمت بتلا سکتا ہے۔ اُس نے پہلے سے ہی حساب کرلیا اور قیمت ادا کرنے کے لئے آیا کیونکہ اس نے جانا کہ اس سے منافع ہوگا۔ اس سے بڑھکر یہہ بھی یقین کرنا چاہئے کہ خدا نے بنی آدم کے گناہوں غموں اور دکھوں کے اس دنیا میں آنے کی اجازت دینے کا بھی حساب لگایا۔ کیونکہ اُس نے دیکھا کہ اس تربیت کے وسیلے غیر فانی جانوں کے لئے "جنہوں نے اپنے جاموں کو دھویا اور برے کے لہو میں سفید کیا ہے" (مکاشفات ۷: ۱۳ و ۱۴) رہائی یافتہ زندگی حاصل ہوگی۔ جب ہم لاکھوں کھوئی ہوئی بے پھل اور خراب خستہ زندگیوں کو دیکھتے ہیں تو نتیجہ نکالنا پڑتا ہے کہ یسوع مسیح کے بہت سے پیرو ایسی زندگی بسر کررہے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ نہیں جانتے کہ خدا انسانی زندگی کی کیسی قدر کرتا ہے۔

دعا۔ میری روح کے ابدی باپ فضل بخش کہ میں ازسرنو اپنی زندگی کے اس رتبے کو پہچان لوں جس سے تونے میری ہستی کو سرفراز کیا ہے۔

حضور نظام حیدرآباد کی بڑی صاحبزادی تھا افسوس صد افسوس، کہ بعارضہ تپ دق چند ماہ مبتلا رہکر راہی ملک بقا ہوئیں اور اپنی ۲۲ سال کی عمر میں والدین کو داغ مفارقت دے گئیں۔

مسٹر دامودر سنگھہ ایک پنجابی جوان ہیں جو ۸ سال تک جاپان میں تعلیم حاصل کرکے واپس آگئے ہیں۔ آپنے صنعت وحرفت میں کئی امتحان پاس کئے ہیں اور امریکہ فرانس اٹلی انگلستان کی سیاحت بھی کرچکے ہیں۔

مراسلات

نمبر (۲۴)

یہودی تواریخ میں ایک دفعہ ایسا ہوا کہ کل افرائمی جو لفظ شبولیتھ کا صحیح تلفظ نہیں کر سکتے تھے فوراً قتل کئے گئے وہ آدمی جس نے کسی بے ضروری خرچ کی نسبت یہہ کہنا نہیں سیکھا ہے کہ "مجھ میں اس کی گنجائش نہیں ہے زر خرید گھر کو حاصل کرنے میں غالباً ناکامیاب رہیگا اور اگر اس کے پاس ایسا مکان ہو تو اسے بھی کھو بیٹھیگا ؛

لیکن شاید تم میں سے کوئی کہے کہ "اگر میں ایسا کنجوس اور کفایت شعار ہوں" تو لوگ میری عزت نہیں کریں گے" ؛

"ہاں کریں گے" ؛

لیکن میں اچھی مجلسوں میں نہیں جا سکتا ہوں" ۔

"ہاں جا سکتے ہو"

وہ لوگ جنکی تعظیم قبول کرنے کے لائق ہے جب جانینگے کہ تمہاری کفایت شعاری کس غرض سے کی گئی ہے تو ضرور تمہاری عزت کریں گے ۔ اور نیک سوسائیٹی اور وضعدار سوسائیٹی کے درمیان معنے میں بڑا فرق ہے اسکی کیا پروا ہے کہ وضعدار سوسائیٹی کے رنگیلے چھبیلے بانکے ترچھے تمہاری نسبت کیا خیال کرتے ہیں ۔ انکی تمام سال کی نیک نامیں اور خوشیاں جنکی وہ اتنی قدر کرتے ہیں ۔ اس ایک گھنٹے کی خوشی کے مقابلے میں جو اپنے ہی زر خرید گھر کے آتشدان کے چوگرد خاندان کے ساتھ ہوتی ہے کچھ بھی حقیقت نہیں رکھتی ہیں ۔ وہ ہر وقت ایسی چیزیں خریدتے اور استعمال کرتے رہتے ہیں جنکے خریدنے کی ان کو گنجائش نہیں ہے اور تم حقیقت میں اس خوشی اور اطمینان کو جو اپنا گھر رکھنے سے حاصل ہوتی ہے ضایع نہیں کر سکتے ہو ؛

(۱۱) عیش کی چیزوں کے لئے روپیہ صرف کرنے سے باز آؤ ؛

ضرورت ایک ایسی شے ہے جس کا بہم پہنچانا لازمی ہے ۔ آسائش ایک ایسی شے ہے جو قابل خواہش تو ہے ۔ مگر ضروری نہیں عیش ایک ایسی شے ہے کہ جس کے بغیر بھی آسانی سے تمہارا کام چل سکتا ہے تاہم اس کے لئے کوئی قاعدہ کلیتہً نہیں ٹھہر سکتے کہ کونسی چیزیں ضروری ہیں کونسی آسائش کی ہیں ۔ اور کونسی عیش کی ہیں یورپ کے کاروباری لوگوں کے درمیان غالباً عیش کی چیزوں میں سے ہیں ملک امریکہ میں بعض لوگ انہیں ضروریات سے سمجھتے ہیں تاہم گھر کے حاصل کرنے میں ناکامیابی ہو تو ہم ان چیزوں کو چھوڑ سکتے ہیں ؛

دور سے سننے کا آلہ ، کاروباری آدمی کے لئے ضروری ہے لیکن ہمارے بچ گے گھروں میں وہ عیش کا سامان ہے جسے بہت سے لوگ حال کی قیمت پر خریدنے کی گنجائش ہی رکھتے ہیں ۔ گھوڑا گاڑی بعض لوگوں کے لئے ضروری ہے ۔ لیکن دوسروں کے لئے وہ عیش کا سامان ہیں بادشاہ سے لیکر وحشی تک ہر ایک کے لئے عیش کا اندازہ مختلف ہے لیکن ہر ایک کے لئے کسی نہ کسی قسم کا اندازہ ہے اور ہر ایک کو لازم ہے کہ جب تک اپنا گھر نہ بنائے تب تک خوراک و پوشاک خانگی اسباب کی نسبت عیش و عشرت میں پڑ جانے سے اپنے آپ کو بچائے رکھے ؛

میں خصوصاً چند لوازمات کی نسبت کہا چاہتا ہوں جو نہ صرف فضول ہی ہیں بلکہ کم و بیش مضر بھی ہیں ۔ مثلاً شراب خوری تمباکو نوشی ناٹک گھوڑدوڑ اور تماشہ گاہ یہہ ساری باتیں نقصان دہ ہیں ۔

اگر میں تم میں سے ہر ایک سے کہوں کہ عیش و عشرت کے ان لوازمات کی فہرست بناؤ جو فضول اور بے نقصان ہیں تو فہرستوں میں کسی قدر فرق تو ہوگا مگر ہر ایک بیشک اپنی اپنی فہرست میں شراب خوری اور تمباکو نوشی ضرور درج کریگا

ہدایات دربارہ ہلاک کرنے سونڈیوں کے جو فصل کپاس کو سخت نقصان پہنچاتی ہیں

(۱) ماہ دسمبر میں دفتر ہذا سے دربارہ جلانے کپاس کے بوٹوں کو اور ہل چلانے ان کھیتوں میں جہاں کہ فصل کپاس بوئی گئی تھی جاری ہوئیں تھیں ۔ ان ہدایات کے جاری کرنے کی یہہ غرض تھی کہ اس سے تمام سونڈیاں جن کے باعث سال ۱۹۰۵ء میں فصل کپاس کو سخت نقصان پہنچا تھا ۔ ہلاک ہو جاویں ۔ جس جگہ ان ہدایات پر عمل ہوا ہے وہاں سونڈیاں ضروری ہی اچھی تعداد میں ہلاک ہو گئی ہونگی ۔ مگر یہہ بھی یقین ضروری ہے کہ سونڈیاں کی اچھی تعداد بچ گئی ہوگی جو ماہ مارچ میں موسم گرما کے شروع ہوتے ہی نکل پڑے گی ہر ایک جوڑا ایک مہینے کے عرصہ میں ساٹھ بچہ پیدا کر سکتا ہے پس اس وقت تک جب کہ آئندہ فصل کپاس کو پھل اور پھول لگیں سونڈیوں کی تعداد بہت زیادہ ہو جاوے گی اور اسی قدر فصل کپاس کو نقصان پہنچاوے گی جتنا کہ پچھلے سال پہنچایا تھا حتے کہ ان کے روکنے کی کوئی تدبیر عمل میں نہ لائی جاوے ؛

(۲) تجربہ سے معلوم ہوا ہے کہ کپاس کی سونڈیوں کی خوراک بھنڈی پودہ بھی ہے مگر کپاس سے زیادہ بھنڈی کو چاہتی ہیں ۔ ماہ مارچ سے لے کر ماہ جولائی کے آخیر تک جب کہ کپاس کو پھول لگنے شروع ہوتے ہیں سونڈیاں بھنڈی کے پودوں پر گذارہ کریں گی ۔ اور اس کی پھلیوں میں گھس جائینگی ۔ اور اس وقت کپاس کو بالکل نہیں چھوئینگی مگر جونہی کپاس کو پھل اور پھول لگنے شروع ہوں گے سونڈیاں پچھلے سال کی مانند کپاس پر حملہ آور ہونگی اور سخت نقصان پہنچائینگی ؛

(۳) اس نقصان سے بچنے کے لئے جو تدبیراب

بتلائی جاتی ہے وہ یہہ ہے کہ ماہ مارچ یا اپریل میں ہر کپاس کے کھیت کے نزدیک بھنڈی پودوں کا ایک چھوٹا گارھا جھنڈ بویا جاوے اور یہہ جھنڈ ہر ایک ایکڑ کپاس کے پیچھے قریباً ۴ یا ۵ بھنڈی کے پودوں کا لگانا چاہئے۔ تب ماہ جولائی کے آخیر میں جب کہ سونڈیاں بھنڈی میں موجود ہیں ہر ایک بھنڈی کا پودہ بغیر کسی لحاظ کے خواہ وہ سونڈیوں کے پھنسانے کے لئے یا سبزی ترکاری کے لئے بویا گیا ہے کاٹ کر جلایا جاوے۔ مذکورہ بالا طریقہ سے ملک امریکہ کو جہاں کہ کپاس بہ نسبت اور ملکوں کے بکثرت پیدا ہوتی ہے۔ ان سونڈیوں کے ہلاک کرنے میں پوری پوری کامیابی حاصل ہوئی ہے لہذا امید کیجاتی ہے کہ تمام کاشتکاران و زمینداران ملکہ حتی الوسع کوشش کرکے اس تدبیر پر عمل کرینگے اور اچھی طرح سے اس علاج کو از ما دیں گے ؛

(۴) بھنڈی البتہ ماہ جولائی کے آخیر تک بطور سبزی ترکاری کے استعمال ہوسکتی ہے مگر فصل کپاس کی خاطر یہہ ضروری ہے کہ تمام بھنڈی کے پودوں کو کم از کم ماہ جولائی کے آخیر تک یعنی ماہ ساون کے درمیان تک اکھیڑ کر اُن کا ملیامیٹ کر دینا چاہئے۔ اُن کو کاٹ دینا ہی صرف کافی نہیں ہے بلکہ وہ آگ سے جلاکر بالکل نیست و نابود کر دینے چاہئیں ؛

(۵) مناسب ہوگا کہ اس سال بہت زیادہ رقبہ کپاس کا نہ بویا جاوے۔ جہاں تک ممکن ہوسکے کپاس کی بجائے دیگر زیادہ نفع دینے والی فصلیں بوئی جاویں ؛

ٹون ہال لاہور میں اور نیز میونسپل

آفس میں ۳۰ برقی پنکھے لگائے جانے کی تجویز منظور ہوگئی ہے۔

مہاراجہ پٹیالہ کو چیچک نکل آئی تھی اب آرام ہے ؛

جناب اڈیٹر صاحب اخبار نورافشان دام عنایتکم

تسلیم۔ براہ مہربانی آپ اسکو اپنے اخبار میں جگہ دیکر بندہ کو ممنون و مشکور فرمائیں ؛

برادران محمدی سے التماس ہے کہ میں ایک محمدی شخص ہوں عرصہ سے مجھے دینیات کی کتابیں دیکھنے کا شوق ہے چنانچہ بینے بائبل اور قرآن و دیگر کتابیں جو حقیت و حقیقت مذہب میں ہیں دیکھیہ کر اس کا نتیجہ و غایت یہی پایا ہے کہ حضرت عیسے مسیح جنکو انجیل نے ابن اللہ و ابن آدم کے نام سے ظاہر کیا ہے کہ جس کا تعلق روحانی خدا کے ساتھ اور جسمانی آدمیوں کے ساتھ اور خدا اور آدمیوں کا درمیانی اسکو بتلا کر گناہوں کی معافی اور شفاعت کا دار و مدار صرف اسکی ذات پر قائم رکھا اور یہہ بتلایا کہ خدا محبت ہے اور اس کا پیار دنیا پر یہی ہے کہ جو کوئی توبہ کرے اور اسپر ایمان لاوے وہ نجات پاویگا اور محمد صاحب کے تشریف آوری کا سبب قرآن یہہ ظاہر کرتا ہے کہ اُس کا آنا گنہگاروں کے لئے تسلی کا باعث نہیں بلکہ خوف کا باعث ہے اس لئے کہ خدا پاک ہے اور ہم اپنے اس گنہگار جسم سے جیسا وہ اپنی عبادت اور پاکیزگی ہمسے طلب کرتا ہے ہم ادا نہیں کر سکتے اور جبکہ انسان اپنے کو خدا کے سامنے پاک نہیں دکھلا سکتا تو پھر سوائے قہر و غضب کے اور کیا باقی رہا مگر محمد صاحب نے خدا کی مہربانی اور محبت کو نہیں جانا حالانکہ انجیل خدا کی محبت اور خدا کے قہر سے آگاہ کرتی اور کہتی ہے کہ خدا محبت ہے اور اُس نے گنہگاروں پر ایسا فضل دکھلا دیا کہ اُس نے اپنے ابن وحید کو بھیجکر اُس کے فدیہ سے اپنے قہر کو اوٹھا لیا اور یہہ حکم کیا کہ اس پر ایمان لاؤ تو بچوگے ایمان داروں کی تسلی کے لئے فرما دیا کہ جس سے اب وہ لوگ جو ایمان لاتے ہیں اُنکو پوری تسلی حاصل ہوتی ہے مگر قرآن میں کوئی تسلی بخش باتیں کہ جس سے گنہگاروں کو اپنی نجات کی امید ہو پائی نہیں جاتی ہیں اس لئے میں چاہتا ہوں کہ اس بارہ میں آپ لوگ میری تسلی کریں یا ایسی واہیات باتیں کہ محرف انجیل ہیں میرے سامنے پیش نکریں بلکہ مثل اُن علما کی جو بائبل اور قرآن دونوں کو خدا کا کلام جانتے اور اُن سب باتوں کو جو انہیں لکھی ہیں حق اور راست مانتے ہیں ورنہ میں محمدی مذہب کو ضرور ترک کر دونگا ؛

الراقم

عبدالغنی خان متلاشی شہر پٹنہ

ڈیر ایڈیٹر صاحب

براہ مہربانی میری ایک غزل اور چند سوالات بائبل کو نورافشان میں درج فرماویں۔ نہایت مشکور ہونگا ؛

سوالات حل طلب

(۱) یہہ کس نے کہا کہ اے کاشکہ خداوند کے سارے بندے نبی ہوتے ؟

(۲) کن لوگوں نے کن کے تلعوں کو پھونک دیا ؟

(۳) یہہ کس کی بابت مرقوم ہوا کہ وہ آسمان کے خدا کی شریعت میں ماہر ہے ؟

(۴) کس کی ماں اپنے بیٹے کو بدی کرنے کی مشورت دیتی تھی ؟

(۵) کون شخص مچھلی کی طرح گرفتار کیا گیا ؟

خادم ایم۔ سی

نیوٹن گل

غزل

صد شکر مسیح محبوب - بگڑی بات بنانے والے
تیرے شاکر ہیں محبوب - فدیہ دیا ہوا مصلوب
انجام بنایا خوب رب سے میل کرنیوالے
کیا شیطان کو مغلوب - تجھکو تھا یہی مطلوب
تعلیم تیری مرغوب سچی راہ بتانیوالے
گل گرچہ ہے معیوب - تیری رحمت کا مطلوب
کافی روح ہے اور مکتوب - بد کو نیک بنانیوالے

ایم بی - نیوٹن گل - کوہ ڈگ شائی صدر بازار

در اوصاف مسیح

غزل

آنکھوں کی روشنی تیرا دیدار ہے ثابت
دار الشفا بھی واسطے بیمار ہے ثابت
تیرے حکم بغیر نہ پتہ بھی ہل سکے
دونوں جہان کا مالک مختار ہے ثابت
تو ہی خدا کے ساتھ تھا جو ابتدا میں تھا
تیرا خدا کے ساتھ سروکار ہے ثابت
لعزر کو زندہ کردیا کھڑا کرکے تو نے قبر
مردوں کی زندگی تیری گفتار ہے ثابت
رازِ نہاں کو کردیا افشان جہان پر
ذاتِ خدا کا کاشفِ اسرار ہے ثابت
لطف و پیار تیرا محبت ہے بے نظیر
بیکس و یتیموں کا مددگار ہے ثابت
تائب ہوا جو چور تو جنت ملی اُسے
غمخوارِ خطاکار کیا اغفار ہے ثابت
دیکر کے جان خون بہاکر کے یا مسیح!
سارے گنہگاروں کا خریدار ہے ثابت
عاکف کا یہاں جبکہ کوئی آشنا نہیں
اُس وقت مسیح یار وفادار ہے ثابت

الراقم
بندہ ایچ - بی فرینکلن - ریلوے شفاخانہ شہر سیالکوٹ

گنہگار کی حالت

کہتے ہیں تھا اک سمندر میں جہاز
اپنی رعنائی سے تھا وہ مست ناز
ایک دن وہ چھوڑ دریا کا کنار
جا رہا تھا اک طرف مستانہ وار
جاتے جاتے راہ سے بے راہ ہوا
بے نشان آوارہ وہ پھرتا رہا -
رفتہ رفتہ اُس کا ایسی جا گذر
ہوگیا جس سے کہ واجب تھا حذر
ہر گھڑی اُس سے تلاطم بے شمار
موج تک اوپر کو اٹھتی بار بار
آیا طوفاں چڑھ کے اُس بے باک پر
لے گیا اسکو اٹھا افلاک پر
جب بلندی پر ہوا جا کر عیان
تب وہ اترایا کہ ہوں میں آسمان
دل میں سمجھا یہہ کہ اوپر چڑھ گیا
سب جہازوں سے میں آخر بڑھ گیا
پر نہ سمجھا یہہ خدا کا قہر ہے
اس بلندی کا نتیجہ زہر ہے
جب وہ پہنچا ایسی آفت گاہ میں
اپنے ہاتھوں سے گرا اس چاہ میں
کچھ نہ جانا یہہ ہوا جب سر بلند
ہے بلندی اُس کے پاؤں کی کمند
ناگہاں امواج نے اُس کو لیا
ایک جنگل کی طرف دھکا دیا
پے بہ پے امواج اور وہ خستہ حال
تھے برابر گوئے و چوگاں کی مثال
بیکسی کے حال میں پھر چھوڑ کر
اُس سے موجیں ہٹ گئیں منہ موڑ کر
ہوگیا جب چھوڑ دی اُس نے سیدھی راہ
کجروی اپنی سے آخر وہ تباہ
وہ پڑا تھا ایسے ریگستان میں
دیکھے جو اُسکو مرے اک آن میں
کون اُسکی لے وہاں جا کر خبر
کون پہنچے اس تلک پاکر خبر
تاب تھی کسکو کرے اسمیں گذر
جب پرندوں کے وہاں جلتے ہوں پر
مدتوں کے بعد وہ گل سڑ گیا
دھوپ اور بارش سے وہ جل سڑ گیا
دھوپ نے اُسپر کیا آتش کا کام
ہوگیا بارش سے بوسیدہ تمام
خاک پر وہ آکے خاکستر ہوا
جبکہ اُس نے خاک پر بستر کیا
ہے یہہ اُن کے حال کی عمدہ مثال
مال پہ اتراتے ہیں جو بد مآل
جو خطاکاری میں رہتے ہیں نڈر
عمر کو غفلت میں کرتے ہیں بسر
آتش دوزخ میں ڈالے جائینگے
دانت پیسینگے بہت پچھتائینگے
پھر کوئی حسرت نہ وان کام آئیگی
جبکہ چڑیا کھیت سب کھا جائیگی
ہوتے ہیں دنیا میں آخر وہ ذلیل
جیسے مایوس اپنے درمان سے علیل

گر کوئی یہاں ہو گرفتارِ جذام
اُس سے نفرت کرتے ہیں سب خاص و عام

ہے یہی حال اُس کا جو ہی برملا
بند عصیان میں ہمیشہ مبتلا

کہتے ہیں نفرت سے اس کو دور ہو
تیرا یہاں کیا کام ہے سو دور ہو

کہتے ہیں مت آ یہاں اے لاعلاج
کر مرض اپنی کا پہلے جا علاج

کس کو طاقت ہے کرے اسے لاعلاج
جز مسیح ناصری تیرا علاج

اُس کا جلد ہی ڈھونڈ تو دار الشفا
جس میں ہر بیمار پاتا ہے دوا

صاف دل ہو کر تو سُن اس کا پیام
ختم ہے اِس پر نصیحت والسلام

راقم ایک مدرس کرسچن بوائز بورڈنگ سکول لودیانہ

چینی لونڈی

نہ سو چم کے سفر اور نہ اُس کی دعاؤں نے اور نہ ہی حکیم کی دوائی نے بے چاری لڑکی کو کچھ فائدہ پہنچایا۔ قریباً تین ہفتوں تک لگاتار بخار آتا رہا اور ہر ایک نے تعجب کیا کہ وہ کس طرح بچ گئی۔ آخرکار بخار ٹوٹ گیا اور آہستہ آہستہ لنگ سو اچھی ہونے لگی پر بہت کمزور ہو گئی تھی۔ ایک عرصے کے بعد گھر سے باہر جانے کے لائق ہوئی۔ تب ہونے جو اس نے شکر گذار تھا کہ اسکی لونڈی مر نہیں گئی بلکہ بچ گئی ہے۔ سو چم کو اجازت دی کہ چھوٹی لڑکی کو کچھ روز کے لئے اپنے بیٹے کے گھر لے جاوے۔ بیماری کے دنوں میں خاصکر جبکہ وہ تندرست ہونے لگی لنگ سو کے مالک نے اسپر غیر معمولی مہربانی ظاہر کی تہو کا دل بالکل سخت نہیں ہو گیا تھا چنانچہ اُس کو اپنی لونڈی کے لئے بہت افسوس تھا اور وہ اِس بات کو نہیں بھولا تھا کہ میں نے اپنی بے پرواہی اور بے رحمی کے سبب سے لڑکی کو تمام دن ننگے سر دھوپ میں کھڑی رکھا جس کے سبب سے اس کو ایسا سخت بخار ہو گیا اب لنگ سو کی خوشی کی خاطر اس نے سو چم کو اجازت دی کہ وہ اس کو اپنے گھر لے جاوے یہ سنکر لنگ سو نے اپنے دبلے دبلے بازو بوڑھیا کی طرف پھیلا کر کہا۔ "مہربانی کر کے مجھے اپنے ہاں لے چلئے"۔

کھیاؤ نے جب اپنی دادی کو لنگ سو کے ساتھ اپنے صحن میں آتے دیکھا تو جھٹ پکار اٹھا مگر جب اس نے دیکھا کہ لڑکی کا چہرہ زرد ہے تو ٹھہر گیا اور بغیر اور کچھ بولنے کے آہستہ آہستہ اپنی دادی کے پیچھے پیچھے سیڑھیوں پر چڑھ گیا۔ جب لڑکی آرام سے بیٹھ گئی تو اُس کے پاس جا کر اور اپنے ہاتھ اُس کے گلے میں ڈال کر کہنے لگا۔

"میری چھوٹی بوا میں خوش ہوں کہ تم آگئی ہو۔ میں تمہیں کہنا چاہتا تھا کہ پہلے جب تم بیمار تھیں تو میں ہر روز مندر میں جا کر دیوتا سے دعا کیا کرتا تھا کہ وہ تم کو تندرست کر دے۔ لیکن جب تمہاری حالت زیادہ خراب ہوتی گئی تو میں نے خیال کیا کہ دیوتا میں تمہارے چنگے کرنے کی طاقت نہیں۔ دیوتا کسی کام کا نہیں۔ اگر آدمی ہوتا تو اِس سے بہتر بنا سکتا"۔

ان نے کہا "کھیاؤ۔ کھیاؤ ایسا مت بولو"

لڑکے نے جواب دیا "والد تو بت کی پرستش نہیں کرتا اگر دیوتا کسی کام کا ہوتا تو والد کو معلوم ہوتا اور وہ کبھی کبھی مندر میں جاتا۔ علاوہ اِس کے اور کئی آدمی مندر میں نہیں جاتے"۔

سو چم نے کہا "تم ابھی بچے ہو۔ تمہیں ایسا نہیں کہنا چاہئے"۔

کھیاؤ کی بڑی بہن نے کہا "شاید آدمیوں کو جو بچوں اور عورتوں سے زیادہ مضبوط ہیں دیوتاؤں کی پرستش کی ضرورت نہیں۔ لیکن میں جانتا ہوں کہ مجھے اپنی حفاظت کے لئے دیوتاؤں کی ضرورت ہے"۔

کھیاؤ نے کہا "مجھے تو انکی ضرورت معلوم نہیں ہوتی شاید جب کبھی کوئی چیتا حملہ کرے تو انکی ضرورت ہو میں اِس قدر اپنی حفاظت کر سکتا ہوں جس قدر کہ ہمارے گاؤں کے مندر کا دیوتا کر سکتا ہے۔ ایک لڑکا جس کے ہاتھ پاؤں اور آنکھیں ہیں بت سے جو اپنی جگہ سے ہل جل نہیں سکتا بڑھکر کر سکتا ہے"۔

ان نے کہا "بچو۔ تم دیوتاؤں کی بے حرمتی مت کرو۔ تمکو کسی نہ کسی دن انکی ضرورت ہو سکتی ہے لیکن اب جب تمہیں انکی ضرورت نہیں تو انہیں اپنی نسبت عقیدت دلاؤ"۔

کھیاؤ نے کہا "میں آزمانا چاہتا ہوں اور معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ کون سا دیوتا سب سے مضبوط ہے۔ میں ہمیشہ اس کا دوست رہونگا لیکن اوروں کی پرستش نہ کرونگا۔ میں اپنے لئے اول درجہ کا دیوتا چاہتا ہوں۔ ادنیٰ درجہ کے دیوتا کسی کام کے نہیں۔ وہ ہماری پرستش اور خوراک کو لیتے ہیں مگر ہمکو دیتے کچھ بھی نہیں"۔

سو چم نے کہا "تمہیں ایسا نہیں کہنا چاہئے۔ دیوتا کی نسبت کچھ جاننے کے لئے تمہاری عمر چھوٹی ہے۔ اگر وہ کسی کام کے نہ ہوتے تو ہمارے بزرگ جو ہم سے زیادہ دانا تھے کب کے جان لیتے"۔

اس پر گفتگو ختم ہو گئی۔

کشمیر میں ۴۸ گھنٹے تک سخت برفباری ہوئی۔ برف دو گز سے زیادہ موٹی تھی۔

اسلام آباد واقعہ کشمیر میں ہفتہ مختتمہ ۱۷ فروری کو سخت آتشزدگی وقوع میں آئی دفتر بندوبست جل گیا مگر کاغذات بچا لئے گئے۔

پرانے عہدنامہ کے صحیفوں کی ترتیب

شمار پرانے عہدنامہ میں ۳۹ صحیفے ہیں جنکو ہم الہامی مانتے ہیں ان کے علاوہ چند اور صحیفے بعض بائبل کی جلد میں پائے گئے جو اپاکریفل کہلاتے ہیں۔ ان اپاکریفل صحیفوں کو نہ یہودی اور نہ مسیحی لوگ الہامی مانتے ہیں۔ لفظ اپاکریفل کے معنے پوشیدہ ہیں۔ اپاکریفل وہ کتابیں ہیں جو پوشیدہ طور پر یعنی چھپکر الہامی کتابوں کے زمرے میں آگئی پر خود الہامی نہیں ہیں ؛

ترتیب وقت کو لحاظ سے نہیں پرانے عہدنامہ کے صحیفوں کی ترتیب ان کے لکھے جانے کے وقتوں کے لحاظ سے نہیں ہوئی مثلاً ایوب کی کتاب اکثر سب سے قدیم مانی جاتی ہے پر کسی ترتیب میں پہلے نہیں رکھی جاتی ہے

یہودیوں کی ترتیب یہودی لوگ تین حصوں میں اپنے پاک نوشتوں کو ترتیب دیتے ہیں (۱) התורה (توراہ) توریت
(۲) נביאים (نبیم) انبیار
(۳) כתובים (کتوبیم) کتابیں

(۱) توراہ یا توریت سے موسیٰ کی پانچ کتابیں مراد ہیں
(۲) نبیم یا صحائف انبیار کو دو بڑے حصوں میں تقسیم کرتے ہیں۔

(ا) נביאים ראשונים (نبیم ریشونیم) (Former Prophets) انبیائے متقدمین

(ب) נביאים אחרונים (نبیم اخرونیم) (Latter Prophets) انبیائے متاخرین

یشوع۔ قاضی۔ سموئل اور سلاطین کی کتابیں انبیار متقدمین میں شمار کی جاتی ہیں اور یسعیاہ یرمیاہ خرقی ایل اور بارہ چھوٹے نبی انبیار متاخرین میں شامل ہیں۔

(۳) کیتوبیم یا کتابیں۔ ان کو مغربی علما ہیگیوگرافا (Hagiographa) یا پاک تصانیف (Holy writing) کہتے ہیں۔ یہودی لوگ کیتوبیم میں ذیل کی کتابیں شمار کرتے ہیں۔ زبور۔ امثال۔ ایوب پانچ میگیلا نفہ (Megilloth) یا طومارین یعنی غزالغزلات روت یرمیاہ کا نوحہ۔ واعظ۔ استر۔ دانیل۔ عزرا یا نحمیاہ اور تواریخ کی کتابیں یہودیوں کے مروجہ ترتیب تو یہی ہے مگر بعض اور بھی ترتیبیں ہیں جن میں تھوڑے سے فرق پایا جاتا ہے یہاں پر ان کے بیان کرنے کی ضرورت نہیں

ہماری ترتیب ہماری بائبل کی کتابوں کی ترتیب انگریزی بائبل کے مطابق کی گئی انگریزی بائبل کی ترتیب اپاکریفل کتابوں کو چھوڑ کر لاطینی بائبل کے مطابق کی گئی سو ہماری ترتیب وہی ہے جو سپٹواجنٹ نام یونانی ترجمہ کے مطابق کی گئی سو ہماری ترتیب وہی ہے جو سپٹواجنٹ کی ترتیب ہے۔ صرف فرق یہہ ہے۔ کہ سپٹواجنٹ میں جو بعض اپاکریفل کتابیں پائی جاتی ہیں ہماری بائبل میں وہ نہیں لی گئیں اور یہہ کہ سپٹواجنٹ میں پہلے اور دوسرے سموئل کو پہلا اور دوسرا سلاطین کہتے ہیں۔ اور پہلے اور دوسرے سلاطین کو تیسرا اور چوتھا سلاطین کہتے ہیں اور یہہ کہ بارہ چھوٹے انبیار کو چار بڑے انبیا سے پیشتر رکھا ہے

ہماری بائبل میں پرانے عہدنامہ کے صحیفوں کی ذیل کی ترتیب پائی جاتی ہے ؛

(۱) توریت۔ پیدائش۔ خروج۔ احبار۔ گنتی۔ استثنا توریت میں دنیا کی پیدائش کا اسرائیلی بیان اور اسرائیلی قوم کی اصل اور اسرائیلی قوم کے دینی و دنیاوی انتظام کی بنیاد پائی جاتی ہے ؛

(۲) تواریخی صحائف۔ ان کو یوں تقسیم کرتے ہیں

(ا) یشوع۔ قاضی روت۔ ان میں فلسطین کے قبضہ کرنے کا بیان اور بنی اسرائیل کے شاہی انتظام کے قائم ہونے سے پیشتر کی تواریخ پائی جاتی ہے ؛

(ب) پہلا اور دوسرا سموئل پہلا اور دوسرا سلاطین ان میں شاہی انتظام کے قائم ہونے کا بیان اور شمالی اور جنوبی سلطنتوں کی تواریخ ان کے برباد ہونے کے وقت تک مندرج ہے۔

پہلی اور دوسری تواریخ۔ ان میں بھی اسی عرصہ کا احوال پایا جاتا ہے ؛

(ج) عزرا۔ نحمیاہ۔ استر۔ پہلی دونوں کتابوں میں رد و بابل عزراہ اور نحمیاہ کے ماتحت اسیری سے لوٹ آنے کا احوال پایا جاتا ہے۔ جس کے ساتھ استر رانی کی کہانی اسیری کی تصانیف سے لیکر بطور قصہ معترضہ بات میں بات جوڑ دی گئی ؛

(۳) شاعرانہ صحائف۔ ایوب۔ زبور امثال۔ واعظ غزالغزلات ان میں سے امثال اور واعظ حقیقتاً نصیحتانہ اور تعلیمانہ تصانیف ہیں۔

(۴) صحائف انبیار۔ ان کو چار انبیا اکبر اور بارہ انبیا اصغر میں تقسیم کرتے ہیں۔

(ا) انبیار اکبر یسعیاہ یرمیاہ معہ نوحہ۔ حزقی ایل اور دانیل۔ اس ترتیب میں ان چار نبیوں کے وقتوں کے سلسلہ کا یہی لحاظ رکھا گیا ان میں سے دانیل کی کتاب حقیقتاً کاشفانہ (Apocalyptic) ہے ؛

(ب) انبیار اصغر۔ ہوسیع۔ یوئل عاموس۔ عبدیاہ۔ یونہ میکاہ نحوم۔ حبقوق۔ صفنیاہ۔ حجی۔ ذکریاہ۔ ملاکی۔ اسی ترتیب میں بھی قریب قریب وقت کا سلسلہ پایا جاتا ہے ان میں سے یوناہ کے بیان کی خاصیت اوروں کے بیان کی خاصیت سے متفرق ہے جنکے زمرے میں

وہ شامل کیا گیا ۔

مضامینی ترتیب بعض عالم جو ہایر کریٹکس کہلاتے ہیں اُن کے خیالوں کے مطابق مضامین کے لحاظ سے پرانے عہدنامہ کے صحیفوں کی یوں ترتیب ہوتی ہے ۔

(ا) تواریخی (۱) ششش کتاب یعنے توریت اور یشوع - اسرائیل کی اصل اسرائیلی انتظام کی بنیاد اور فلسطین میں آباد ہونا (۲) قاضی سموئیل سلاطین اسرائیل کی تواریخ شاہی انتظام کی بربادی تک ۔

(۳) عزرا، نحمیاہ ۔ اسیری اور اسیری سے لوٹ آنیکے شخصی یادنامے (Personal Memoirs)

(۴) روت استر تواریخ - تواریخ کے خاص واقعات اور منظر ۔

(ب) نبوتی، یعنی یسعیاہ یرمیاہ - حزقی ایل اور یوناہ کے سواء انبیاء اصغر۔

(ج) شاعرانہ (۱) زبور اور نوحہ - قصیدانہ (Lyrical)

(۲) غزل الغزلات تصورانہ (Idyllic)

(د) تعلیمانہ (Didactic)

(۱) ایوب ناٹکانہ (Dramatic)

(۲) یوناہ تمثیلانہ (Allegorical)

(س) نصیحتانہ (Sapiential)

(۱) امثال مقولانہ (Gnomic)

(۲) واعظ فیلسوفانہ (Speculative)

(س) کاشفانہ (Apocalyptic)

دانیل - حزقی ایل ۴۰ باب سے ۴۸ باب تک اور ذکریاہ ۱۱ باب سے ۹ باب ۱۰ ویں آیت تک ۔

بازار بمبئی میں کوئی عیار جیب کتر ایک راہ چلتے مسافر سے ۱۲۰۰ کے نوٹ اُڑا کر لے گیا

ایڈیٹر مسافر آگرہ کو ایک مفید مطلب صلاح

اخبار مسافر آگرہ مطبوعہ ۱۰ر فروری ۱۹۰۹ء صفحہ ۱۱ میں ایک مضمون نیرنگی زمانہ کے عنوان سے تین چار عجیب واقعات مندرج ہیں - ریل گھاٹی کا دودھ - سمندر میں شیش محل - جوڑے بچے - امریکہ کا پل - جنکا مضمون درج کرنے کی ضرورت نہیں یہاں صرف ایڈیٹر صاحب کی خاطر مدنظر ہے کہ انہوں نے ان مضامین متعددہ کو نیرنگی زمانہ سے منسوب کیوں کیا ہے - جاننے والے تو جان گئے ہونگے - اور بعض آریہ سماج کے ہتھکنڈوں سے ناواقف اگر اس کے سمجھنے میں غلطی کریں تو انہیں میرا ۹ر فروری کا مطبوعہ نورافشان مضمون بعنوان ویدوں کی کاٹ چھانٹ ہی دیکھ لینا کافی ہے - یہاں بھی اشارۃً جتا دیتا ہوں کہ آریہ لوگوں کا شروع سے یہہ دتیرہ رہا ہے کہ جو ایجادات یورپ نے آجکل دریافت کی ہیں وہ سب اُن کے نزدیک ویدوں میں موجود ہیں بلکہ کہتے ہیں کہ کسی نہ معلوم زمانہ میں اجس کا جلوہ شاید سماج مندر کی چاردیواری میں محدود (؟) ہندوستان میں موجود تھیں اور جب لوگوں نے ویدوں کی پیروی کو چھوڑا تو وہ یک دم صفحہ دنیا سے گم ہو گئیں آریہ لوگ یہہ بھی کہتے ہیں کہ یہہ تمام ایجادات نہ صرف پہلے موجود تھیں بلکہ آریہ ورت کے حکماء کے سامنے ایک ناچیز چیزیں تھیں اس لئے یورپ کو کوئی فخر کی جگہ نہیں قہ قہ قہ

امید تو ہے کہ جاننے والے جان گئے ہونگے کہ یہہ اڈیٹر کیوں ایسے مضامین زیادہ نقل کرتا ہے اگر نہیں سمجھے تو لیجئے میں اس جادو کو توڑتا ہوں اس کا منشا فقط یہہ ہے کہ بہت ساری ایجادات دریافت کر کے ویدوں کے ذمہ لگا دیں جس کے ثبوت کے لئے میں صرف عنوان زیربحث پیش کرتا ہوں اخبار مذکورہ کے پچھلے نمبروں کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ نیرنگی زمانہ کے عنوان کے نیچے عموماً ایڈیٹر صاحب ایسے مضامین کو نقل کیا کرتے تھے جو کہ کسی زمانہ میں بزعم خود آریہ ورت میں موجود تھے مگر اب نہیں رہے اور عنوان کے معنے بھی اسی کی تصدیق کرتے ہیں فاضل ایڈیٹر صاحب کو خوب فکر سوجھا کہ آج ہی سے ان کرشمات وعجائبات وایجادات جدید کو جمع کر رہا ہے اور آج ہی سے ایسے عنوان سے معنوں کر رہا ہے کہ ضرور کوئی ناواقف کسی زمانہ میں اس کے پھندے میں پھنسے - ہمیں بھی تو کوئی خاص تکلیف نہیں ہے بلکہ فائدہ بھی فائدہ ہے کہ بقیہ دو ویدوں کا ترجمہ بھی پڑھ لیں گے اور اب جو یہہ مضمون لکھ رہے ہیں اس کی وجہ ایک خاص ہے کہ پچھلے دو مضمونوں کے آخر میں اڈیٹر صاحب نے اپنی طرف سے لکھ دیا ہے کہ یورپین لوگوں نے جراحی میں اور امریکن لوگوں میں پل وغیرہ ایجادات میں کمال کر دیا" میں ایڈیٹر صاحب کو اس غلطی پر تنبیہ کرتا ہوں کہ اب تو آپ نے بنا بنایا کام ہی بگاڑ دیا تھا دیکھنا کہیں آیندہ کو ایسی فحش غلطی نہ کرنا کیونکہ آریہ کیا اور حق شناش کیا - اب کی دفعہ غلطی کی تو تاویل ہو جائیگی کہ فی زمانہ کمال کر دیا نہ کہ وید کے خیالی زمانہ میں - مگر ایڈیٹر صاحب آیندہ خیال رکھیں دو وید بھگوان ابھی باقی ہیں ۔

آپ کا مشیر

رحمت مسیح از شاہ کوٹ آبادی جدید

متھرا - جھانسی - جالوں اور کانپور میں خیراتی کاموں کے ذریعہ سے قریب ایک لاکھ قحط زدہ لوگ پرورش پا رہے ہیں ۔

بمبئی کی جدید مردم شماری کے رو سے وہاں کے آبادی ۹ لاکھ سے زیادہ بتلائی جاتی ہے ۔

رسید زر

مسٹر ایس - ایس - داس کلکتہ	۸/ ۱
پادری ایچ - ڈی - گولڈسمتھ	۸/ ے
لالہ تلسی رام تھانیسر	۸/ ۱
مس - سی - تھڈی	۸/ ے
پادری - ای - ای - کیمبل	ے
مسٹر ڈیوڈ - ایس - داس	۸/ ۱
مس فارمر لودیانہ	۱۱/ ۱
مسٹر جے - ایم - دین -	۸/ ۱
ڈاکٹر براؤن واسطے ۴ کاپی	للعہ
پادری جوزف ٹیلر	۸/ ے
پادری - پی - داس	۸/ ۱

ضرورت

زنانہ اسکول کے کام کے لئے دو زنانہ اُستادوں کی ضرورت ہے۔ بیوہ اور غیر منکوحہ کو ترجیح دیجائیگی مگر منکوحہ مستورات بھی درخواست کرسکتی ہیں۔ معہ نقول اسناد درخواستیں حسب ذیل پتہ پر آویں ؛

المشتہر

مس ہیرس زنانہ مشن ورک۔ بلند شہر

ضرورت

ایک ہندوستانی مسیحی ڈاکٹر کی ضرورت ہے۔ چاہئے کہ درخواست کنندہ معہ اپنی اسناد کے فوراً سپرنٹنڈنٹ صاحب - سی - ایم - ایس - میڈیکل مشن چمپانگر بھاگلپور کو بھیجے ؛

نوجوان بھائی گنڈا سنگھ صاحب تھے اور آریاؤں کی طرف سے پنڈت گنپتی شرما تھے۔ مضمون زیر بحث آریہ سنسکار تھے۔ مگر بھائی گنڈا سنگھ صاحب نے سنسکاروں پر کوئی سوال نہیں کیا بلکہ آریہ دھرم کے عالمگیر ہونے کے خلاف سوال اُٹھایا۔ ہر دو طرف سے مباحثہ کا بازار خوب گرم ہوا اور پورے دو گھنٹوں تک بحث ہوتی رہی۔ کل سلسلہ بڑی شائستگی اور استقلال جاری رہا کسی قسم کی بیجا کارروائی نہیں ہوئی۔ چونکہ مباحثہ طول طویل تھا اور اسکے مفصل کی گنجائش نہیں لہٰذا ذیل کی باتیں بطور اپنی رائے کے اور کل مباحثہ کے ست کے حسب ذیل ہے

(۱) مباحثین برابر کے اور ہم پلہ نہ تھے پنڈت گنپتی شرما لائق اور معرکہ مباحثہ کے مقدمتہ الجیش اور فن مناظرہ کے ماہر۔ مگر بھائی گنڈا سنگھ صاحب نو آموز دینی مناظرہ کے رنگروٹ لیکن ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات کی مثال تھے۔ اپنے سے بڑھکر کام کو ہاتھ میں لیا اور خوب نباہا ؛

(۲) اگرچہ پنڈت صاحب نے بھائی صاحب کے سوالوں کا جواب دیا اور اکثر جوابات کو بھائی صاحب نے قبول بھی کر لیا تو بھی وہ جوابات ہماری دانست میں واقعی جوابات نہ تھے۔ بھائی صاحب موصوف کا اُن جوابات کو تسلیم کر لینا محض ناتجربہ کاری کی وجہ سے تھا ورنہ سوال کے مقابل میں جوابات کچھ بہت وقعت نہ رکھتے تھے۔ کیونکہ بھائی صاحب کے سوالات نقلی تھے اور پنڈت صاحب کے جوابات عقلی۔ نقل سے اسبات کا کوئی جواب نہیں دیا گیا کہ شودر کی تعلیم و ترقی کے لئے ویدوں وغیرہ میں کیا دستور العمل ہیں۔ دیوتاؤں کو جو دان دیا جاتا ہے اس سے کیا لابھ ہوتا ہے۔ وہ دیوتا کہاں رہتے ہیں دیوتاؤں سے مرادیں مانگنا اور انکی عبادت کرنا۔ ان سب کا جواب عقلی دیا گیا مگر ویدوں شاستروں سے بہت ہی کم۔ اور غیر تشفی بخش

(۳) پنڈت جی مہاراج نے جو جواب دیئے وہ منطقی اور پیچیدہ تھے جن سے ہمارے خالصہ بھائی نے مغالطہ کھایا اور انکو تسلیم کرکے سوال در سوال کرتے رہے اور ساتھ ہی اس کے یہہ بھی کہتے رہے کہ ہمارے سوال کا جواب نہیں آیا جو کہنا واقع میں ایک حد تک درست بھی تھا۔

(۴) یہہ مباحثہ اس مباحثہ کی نسبت جو گذشتہ سال کے ماہ نومبر میں انہیں گنپتی شرما اور جگت پرشاد کے درمیان ہوا تھا ہر درجہ بہتر نتیجہ خیز اور مؤثر تھا۔ دونوں صاحبان اپنی اپنی حیثیت میں قابل تعریف تھے ؛

دستور العمل نورافشان

قیمت سالانہ اہل شہر سے اخبار بغیر ضمیمہ عہ معہ ضمیمہ ۱
قیمت سالانہ معہ محصول ڈاک " " ۱۱/ ۱ " ۸/ ے
قیمت ہر حالت میں پیشگی لی جائیگی

شرح اجرت اشتہارات

مقدار اشتہارات	سہ ماہی	ششماہی	سال تمام
کالم کا آٹھواں حصہ	۱	۸/ ۱	ے
چوتھائی کالم	۸/ ۱	ے	عہ
نصف کالم	ے	عہ	عہ/ ۸
پورا کالم	عہ	عہ/ ۸	صہ
پورا صفحہ	صہ	صہ	لعہ

ایک دفعہ کے لئے فی سطر کالم ۲ / ما بعد کے لئے ۱ / فی سطر ایک روپیہ سے کم کسی اشتہار کے تئے نہ چھاپا جائیگا ؛

نوٹ

نامہ نگار اپنی تحریروں کے آپ ذمہ دار ہیں

سنڈے سکول سبق

قیمت سالانہ پچاس پرچہ تصویر دار سنڈے سکول بلا محصول عہ
" " " " " معہ محصول ۸/ عہ
" سالانہ آٹھ کاپی سبق سنڈے سکول عہ

پانچہزار روپیہ انعام

ممیرے کا سرمہ

پانچہزار روپیہ انعام

پانچہزار روپیہ انعام | مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل ایگزامینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب | پانچہزار روپیہ انعام

معزز انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسروں نامور ڈاکٹروں طالبان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہہ سرمہ امراض ذیل کیلئے اکسیر ہے۔ ضعف بصارت تاریکی چشم دھند جالا پڑبال غبار پھولا سبل سرخی ابتدائی موتیا بند ناخنہ پانی جانا۔ خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے سادہ ادویہ آنکھوں کے مریضوں پر بجائے اس سرمہ کا استعمال کرتے ہیں چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی بچے سے لیکر بوڑھے تک کو یہہ سرمہ یکساں مفید ہے قیمت اسلئے کم رکھی ہے کہ خاص و عام اس سرمہ سے فائدہ اٹھا دیں قیمت فی تولہ جو سال بھر کیلئے کافی ہے۔ دو روپیہ ممیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ تین روپیہ خالص ممیرہ فی ماشہ بیس روپیہ مصری سرمہ فی تولہ ۸ خرچ ڈاک ذمہ خریدار۔ درخواست کیوقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں؛

المشتہر
سنہا

پتہ پروفیسر میا سنگھ آہلوالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور پنجاب

تازہ سندات | ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہے؟ | تازہ سندات

۱۔ میں نے ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میا سنگھ صاحب نے خود بنایا ہے آپ خود بہت سے مریضوں پر استعمال کرکے دیکھا ہے اور میں اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ یہہ نادر ممیرے کا سرمہ نہایت ہی مفید اور آنکھوں کی بیماری کیواسطے اکسیر کا حکم رکھتا ہے میں نے اپنے تجربہ میں آجتک کوئی سرمہ اس سے بہتر فائدہ بخش نہیں دیکھا میں ان لوگوں کی آنکھوں میں کسی قسم کی شکایت ہو بڑے زور سے استعمال کرنے کی سفارش کرتا ہوں ہر طرح پر مفید فائدہ بخش ثابت ہوگا۔ پانی آنے دھند خارش سرخی چشم کیواسطے انگریزی ادویات سے زیادہ فائدہ بخش ثابت ہوگا۔ اور سچ یہ ہے آپ نے اس قدر سستے داموں میں یہہ بہتر ایجاد کرکے ملک اور قوم پر بڑا احسان کیا ہے۔ اس کا شکریہ الفاظ میں ہونا ہونا محال ہے۔ ضرورت ہے کہ ملک کے تمام لوگ آپ کے سرمہ سے فیضیاب ہوکر فائدہ اٹھائیں اور ہر طرح کی آنکھوں کی بیماریوں سے نجات حاصل کریں؛

راقم۔ پنڈت گنگارام صاحب۔ ڈاکٹر حضور نواب صاحب بہادر بہاول پور۔

۲۔ جناب پروفیسر میا سنگھ صاحب بہادر آہلوالیہ تسلیم۔ مزاج شریف آپکے یہاں سے بذریعہ ویلیوپی ایبل سرمہ منگا کر استعمال کیا۔ حد درجہ کا مفید ہوا۔ بلکہ صحت کلی ہوگئی۔ آپ کا تیار کیا ہوا سرمہ علاوہ پانی۔ سرخی چشم ڈھلکی کی کھجلی اور ہر قسم شروع کیٹرکٹ (ابتدائی موتیا بند) میں بھی مفید ہے بصارت کو طاقت دیتا ہے۔ بہت سے مریضوں پر استعمال کیا تیسرے دن فائدہ معلوم ہوا واقعی اکسیر کا حکم رکھتا ہے ایک تولہ سرمہ مفید اور بھیجدیں؛

راقم ڈاکٹر ریاض الدین مقام کرانگ ضلع چلپینا ہو ملک چین

۳۔ جناب پروفیسر صاحب تسلیم آپکا سرمہ ایک مریض پر استعمال کیا جسکو عرصے سے دھند ناخنہ تھا زنک لوشن۔ کاسٹک لوشن۔ بورک لوشن لیڈ لوشن کسی سے انکو فائدہ نہوا آپکے سرمہ سے ایک ہفتہ کے استعمال سے کلی فائدہ ہوا

راقم ڈاکٹر نوازش علی ہفشتر۔ مقام۔ دیوبند

۴۔ جناب پروفیسر میا سنگھ صاحب۔ تسلیم۔ میں نے آپ کے یہاں سے سفید سرمہ ممیرے کا منگوا کر استعمال کیا۔ حد درجہ کا فائدہ ہوا بلکہ صحت کلی حاصل ہوگئی۔ آپ کا سرمہ جملہ امراض چشم کو مفید ہے بصارت کو طاقت بخشتا ہے تیسرے دن فائدہ معلوم ہوتا ہے واقعی یہہ سرمہ اکسیر کا حکم رکھتا ہے اس لئے میں خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ اس سرمہ سے بہتر آنکھ کیلئے اور کوئی دوا نہیں ہے۔

راقم مہاراج کنور جینتر پال سنگھ صاحب بہادر ریاست مجھگواں اودھ

۵۔ جناب سردار صاحب تسلیم آپکا ممیرہ کا سرمہ استعمال کیا میں تصدیق کرتا ہوں کہ بیشک یہہ سرمہ کمزوری چشم کیلئے بہت مفید ہے۔ میری آنکھیں بہت کمزور تھیں میں لگاتار ایک پہر کام کرنے سے معذور ہوجاتا تھا اب میری یہہ کیفیت ہے کہ صرف چار روز کے استعمال سے تین پہر بلکہ تمام دن اچھی طرح کام کرسکتا ہوں۔ راقم میاں خورشید محمد خان خلف نواب یٰسین محمد خان صاحب بہادر رئیس اعظم ریاست بھوپال

پانچہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کی سندات میں سے جو قریب پچیس ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کردے اس کو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جائیگا جو لاہور کے پنجاب بنک میں اسی غرض کے لئے ۱۰ اپریل سنہ ۱۹۰۱ء میں جمع کیا گیا ہے؛

پادری۔ آر۔ ڈی۔ ٹرلیسی صاحب ایڈیٹر و مہتمم نور افشان کیواسطے مشن پریس لودیانہ میں ایم۔ دا گلی کے اہتمام سے چھپا